رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ۵ے
ششماہی ۳ر
سہ ماہی ...... حالی

قیمت پرانا پرچہ (۲ ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار
مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ ۵ے
ششماہی ۳ر
سہ ماہی ...... حالی

قیمت فی پرچہ (۲ ر)

جلد ۳ | ۲ر آذر ۱۳۵۴ف | ۱۹ر شوال ۱۳۶۳ھ | ۷ر اکتوبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۲۶

معاشی سیول سرویس

موازنہ ۱۳۵۴ف کا ایک اقتباس

پریس کانفرنس میں نواب صدر اعظم بہادر نے یہ وضاحت فرمائی کہ معاشی سیول سرویس کا جو تصور ذیل کے اقتباس میں درج ہے وہ حکومت کی کوئی منظورہ تجویز نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت ایک مشورہ کی ہے۔ "مملکت"

ہندوستان کی طرح حیدرآباد کے نظم ونسق میں بھی جس کا دارومدار وہی محاسب (پٹواری) قانون جو تحصیلدار اور حاکم ضلع اور بالآخر ذی اقتدار معتمدی پر ہے جس پر پہلے صدر محاسبی کا ایالتی نگرانی سلسلہ ہے آتی لچک نہ تھی کہ وہ ہر معاشی صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکے۔ آئندہ کسی مناسب وقت پر جب حالات کا جائزہ لیا جائے گا اور فوری کارروائی کی ضرورت باقی نہ ہے تو موجودہ نظام میں ترمیم اور نئے حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی خاطر معاشی امور سے متعلق نظم ونسق کے شعبوں میں جو تجربے دوران جنگ میں حاصل ہوں گے ان کا بڑی احتیاط سے مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ اگر آئندہ کوئی مصیبت نازل ہو یا معمولی معاشی زندگی میں انتشار پیدا ہو تو مزاحمتوں پر قابو حاصل کیا جائے۔
سال گذشتہ کے تجربے سے یہ امر پایۂ یقین کو پہنچ چکا ہے کہ نظم ونسق کی مشنری کو آئندہ ایک نئے سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ حکومت کو معاشی مسائل سے پیدا ہونے والے اہم حالات سے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہوگا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ زمانہ ما بعد جنگ کی ضروریات کے لحاظ سے ایک مستقل اور غور وفکر کے بعد مرتب کردہ نظام عمل کے تحت بنائے ہوئے منصوبوں پر حکومتوں کو عمل کرنا ہوگا۔ نظم ونسق کی اس نئی تشکیل کے بغیر ان [illegible] اسکیموں سے خاطر خواہ نتائج کو حاصل کیا جانا مشکل ہوگا۔ بین الاقوامی جنگ کے بعد کی رائے عامہ کا رجحان اس جانب ہے۔ ڈاکٹر جان معاشی جو شہرۂ آفاق بمبئی پلان کے دستخط کنندگان میں سے ہیں اور ماہر معاشیات انڈسٹریلسٹ کی حیثیت سے ایک اہم شخصیت کے حامل ہیں انہوں نے حال میں ماہرین معاشیات اور انجینئروں کی ایک متوازی سرویس قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔
اب تک سررشتہ مال کا عہدہ دار کسی ضلع کے نظم ونسق کا صدر سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس کے حدود اختیار کے اندر امن قائم رکھنے اور مالگذاری اور دیگر محاصل کی وصولی اس کی ذمہ داری ہے۔ ان حدود اختیار میں اکثر انتقالی امور میں دخل در معقولات کا حق اس کو حاصل ہے۔ دوران جنگ میں ایسے عہدہ داران مال نے معاشی گتھیوں کو سلجھانے کی حتی المقدور قابل ستائش کوشش کی ہے لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معاشی منصوبہ سازی اور ان منصوبوں کو روبہ عمل لانے کے لئے خصوصی تربیت یافتہ اشخاص کی ضرورت ہوگی۔ اس قسم کے لوگ جب عہدہ داران اضلاع میں شامل ہوں گے۔ آئندہ ایسے عہدہ داروں کی ایک نئی قسم کی تخلیق کرنی ہوگی جو معاشیات، سائنس اور انجینیرنگ کے ماہر پیشہ ور صفوں سے انتخاب کی جائے گی اور منصوبہ سازی اور بڑے پیمانہ پر معاشی منصوبوں پر عمل پیرائی اس قسم کے عہدہ داروں کے خاص فرائض ہوں گے۔
اگرچہ یہ مسئلہ سرکار عالی کے سررشتہ تنظیم مابعد جنگ کے زیر غور ہے لیکن اس کی ابتدا یوں کی جا سکتی ہے کہ فی الوقت ایک ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ قائم کیا جائے کم از کم وہ ڈیولپمنٹ کمشنروں (جن میں سے ہر ایک دو دو صوبوں کا انچارج ہوگا) کا تقرر کیا جائے اور جیسے جیسے منصوبے تیار ہوتے جائیں ان کو سازی کا تربیت یافتہ اسٹاف مہیا ہوتا جائے گا۔ ان ڈیولپمنٹ کمشنروں کے تحت ایسے عہدہ دار ہوں گے جن کے ذمہ بڑی حد تک معاشی منصوبہ سازی کے اہم فرائض ہوں گے اس طرح بالآخر ہر ضلع (جو ہمارے نظم ونسق کی اکائی تصور کی جاتی ہے) میں معمولی عہدہ داران سررشتہ مال کے علاوہ دو مساوی درجے کے معاشی [illegible] عہدہ دار بھی موجود رہیں گے۔ ہماری اس نئی سرویس کے ارکان کی تربیت بطور خاص کی جانی ہوگی۔ ان کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ معاشی مسائل پر ضروری معلومات رکھیں اور فنی مسائل سے نمٹنے میں سائنٹفک طریقوں کو استعمال کریں۔ ابتدا میں شاید یہ مناسب ہوگا کہ ہر ڈیولپمنٹ کمشنر کے تحت کوئی ایک ضلع بطور تجربہ خانہ منتخب کر کے دیا جائے اور وہاں منصوبہ سازی سے متعلق ہر قسم کے تجربے کئے جائیں اور ان تجربوں سے جو مفید نتائج حاصل ہوں ان کو عملاً دوسرے اضلاع میں اس وقت رائج کیا جائے جبکہ ان نئے منصوبوں کو چلانے کے لئے ضروری اسٹاف مہیا ہو جائے۔ ان نئے عمل [illegible] کا اثر لازمی طور پر موازنہ کے خدوخال پر مرتب ہوگا نیز دیگر [illegible] انتظامات اور دوسری سرویسوں کی اضافی اہمیتیں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گی۔ قیام امن اور وصولی مالگذاری کی ترجیحی اہمیت کا دور گزر چکا اور اسی طرح ان اغراض کے لئے جو ایجنسی مقرر کی گئی تھی اس کی اہمیت میں بھی شاید کچھ کمی ہو گئی ہے۔ عہدہ داران (مال) کی مالگذاری اور اعلیٰ کارکردگی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے امن وامان کی بنیادیں ایسی مستحکم بنائی ہیں کہ ان ہی بنیادوں پر آئندہ سائنسدان ماہرین معاشیات اور انجینیر عمارت کھڑی کر سکیں گے اور اس تعمیری کام کی وجہ سے معمولی شہریوں کی آسائش میں اضافہ ہوگا اور ان کی زندگی کا معیار بلند تر ہو سکے گا۔ عہدہ داران اضلاع میں بعض پر جوش کام کرنے والے مل جائیں گے جو ان کے معلومات اور تجربے کی بنا پر [illegible] نظم ونسق میں بہ آسانی جذب ہو سکیں گے۔ [illegible] سے مجوزہ معاشی سرویس کی ابتدا قائم کیا جا سکتا ہے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۲ / آذر ۱۳۵۴ ف | نمبر ۲۶

دیر آمد درست آمد

گاندھی جی جناح مراسلت اجراء کی نسبت قرارداد جن امور کے بھروسے پر بھیجنے کے بعد بھی ہم ہندو مسلم مفاہمت کے امکانات سے ہنوز مایوس نہیں ہوئے۔ آزادی ہم سب کو عزیز ہے۔ باہمی سمجھوتہ کے بغیر آزادی کا حصول ممکن نہیں اس لئے سمجھوتہ ضروری ہے۔ آج ہم ایک قدم اور بالصراحت سمجھوتے سے قریب تر ہیں کیونکہ حالیہ گفتگوئے مفاہمت میں گاندھی جی کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہندوستان کو آزاد کرانے سے پہلے انہیں مسلمانوں کی آزادی بھی تسلیم کرنی پڑیگی۔ حق خود ارادیت کے نظریہ کو گاندھی جی نے تسلیم کر لیا ہے مگر اس کے باوجود ان میں اور مسٹر جناح میں تھوڑا سا اختلاف باقی رہ گیا۔ مسٹر جناح مسلمانوں کے حق خود ارادیت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ گاندھی جی یہ حق ان صوبوں کو دینا چاہتے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ نقطۂ نظر کا یہ اختلاف اگر رفع ہو جائے تو نتیجتاً گاندھی جی اور مسٹر جناح ایک ہی مقام پر نظر آئیں گے۔

گاندھی جی کا ایک امر ہمارے لئے تعجب خیز ہے۔ بیس سال کی مایوسیوں اور ناکامیوں کے بعد بھی اگر وہ اس حقیقت کو نہ پا سکے کہ ہندو مسلم سمجھوتے کے بغیر آزادی نہیں مل سکتی تو ہم ادب و احترام کے ساتھ گاندھی جی کی اس خوش خیالی پر اظہار تاسف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ گاندھی جی کی یہ دلیل کہ وہ دیگر عناصر سے مل کر اپنی جنگ آزادی کو جاری رکھیں گے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ جناح کی قیادت میں وہ اس منزل سے آگے نکل چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا یہ تصور کہ ایک سے زیادہ مملکتیں ہندوستان کی کمزوری کا باعث ہوں گی تاریخ عالم اور حالات حاضرہ کو جھٹلانا ہے۔ ایک سے زیادہ مملکتیں یورپ کی کمزوری کا باعث نہیں ہوئیں بلکہ مسابقت کی روح نے یورپ کو دنیا کی قیادت بخشی۔ رہیں لڑائیاں وہ تو ایک ہی مملکت کے مختلف عناصر میں بھی ممکن ہیں جس طرح صلح وہ علیحدہ مملکتوں میں کے مابین ممکن ہے۔ پاکستان کا مطالبہ کوئی صوبہ واری مطالبہ نہیں ہے اور نہ نظم و نسق کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے بطور تدبیر کے پیش کیا گیا ہے بلکہ یہ ہندوستان کی ایک قوم کا مطالبہ ہے جو ہندوستان کی دیگر اقوام کی تجویز کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ یہی ضلع واری آراشماری یا سرحدی اصلاح کے لئے گریز کی راہ نکالنا ایسے طریقے ہیں جن سے ایک قومی مطالبہ کی تشفی نہیں ہوگی۔

ہمیں توقع تھی کہ گاندھی جی پاکستان کے مطالبہ کو قرارداد لاہور کی صورت میں منظور کر لیتے اور کانگریس سے اس کی توثیق حاصل کرنے کا وعدہ کرتے تو دیگر امور مثلاً عارضی حکومت کی تشکیل وغیرہ کا تصفیہ نصفا نصف کی بنا پر بہ آسانی ممکن ہوتا۔ مراسلت میں یہ بات بہت نمایاں ہے کہ مسٹر جناح کے صاف سوالات کا جواب مبہم انداز میں دیا گیا ہے مگر اس کے باوجود مسٹر جناح مستقبل سے مایوس نہیں اور گاندھی جی بھی۔ اس لئے ہندو مسلم عوام کو بھی مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا عجب ہے کہ دیر آمد درست آید کا اصلی اس گفت و شنید پر بھی صادق آئے اور ہندو مہا سبھا اور آریہ سماجیوں کی عارضی مسرتیں بالآخر کافور ہو جائیں۔

ہندو قوم کو خوش ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کی سیاسی بیداری کا سہرا اصل انہی کے سر ہے۔ اگر وہ جارحانہ اقدامات نہ کرتی تو مسلمان آج تک اپنے افلاس میں مست رہتے۔ اب جبکہ مسلمانوں کی آنکھ کھل چکی ہے وہ اپنی قومی خود داری، معاشی ضروریات اور سیاسی اقتدار کے فطری جذبات کی تشفی چاہتا ہے۔ اس کو مایوس کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اس کی تشفی کرنا انصاف کا بھی تقاضا ہے اور سیاست کا بھی۔ تیغ اقدام کو صلہ سارے ہندوستان کو آزادی کی صورت میں ملے گا۔ پھر تامل کیوں!

اغراض جنگ کے لئے حیدرآباد کے بیباکانہ مصارف

حکومت سرکار عالی کی سالانہ آمدنی آٹھ کروڑ سے بڑھتے بڑھتے (۱۰) کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ ۱۳۵۳ف کے موازنہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ محفوظات کی رقم (۲۲) کروڑ سے زائد ہو چکی ہے۔ اس کے مقابل میں سرکاری قرضہ جات کی مجموعی مقدار (۱۵) کروڑ (۵۰) لاکھ ہے۔ سال حال کے موازنہ میں (۳) کروڑ کی بچت بتائی گئی ہے۔ یہ اعداد اس امر کا ثبوت ہیں کہ خدا کے فضل و کرم اور ہمارے شاہ ذی جاہ کے اقبال سے حکومت سرکار عالی کا مالیہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہے جس کے لئے صدر المہام بہادر فینانس مستحق مبارکباد ہیں۔

آغاز جنگ سے ۱۳۵۳ف کے ختم تک حکومت سرکار عالی نے براہ راست اور بالواسطہ (۵) کروڑ (۴۳) لاکھ کے مصارف برداشت کئے۔ مصارف جنگ کے علاوہ (۵) کروڑ (۳) لاکھ حکومت برطانیہ کو بطور امداد دے اور پچاس کروڑ روپے حکومت ہند کے قرضوں میں لگے ہیں۔ یہ امداد غیر معمولی طور پر فیاضانہ ہے۔ ہندوستان کی کوئی حکومت شاید ہی اس فیاضی کا مقابلہ کر سکے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ شاہان آصفیہ نے اپنے برطانوی حلیف کی اس شان سے ساتھ دہی کی ہو۔ فرانسیسیوں کے مقابلہ میں جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے پیر ہندوستان میں جمے نہ تھے کمپنی بہادر کو حیدرآباد سے موثر امداد ملی۔ ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں جبکہ برطانوی عنصر کے لئے ہندوستان میں موت و حیات کا مسئلہ درپیش تھا حیدرآباد نے جو مدد بہم پہنچائی جس کا اعتراف اس وقت کے گورنر بمبئی لارڈ الفنسٹن نے ان الفاظ میں کیا تھا کہ "اگر نظام ہمارا ساتھ نہ دیتے تو ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں رہی تھی" بلکہ حیدرآباد نے اپنے زرخیز علاقے (برار) کی ترتیب افواج کے اخراجات کے لئے برطانیہ کے تفویض کئے۔ برار مقبوضہ اور متعدد علاقے برطانیہ کی فوجی طاقت کو بڑھانے کے لئے آج تک آپ کو آصفی پرچم کے سایہ سے محروم کئے ہوئے ہیں۔ خود حیدرآبادی امپیریل سروس ٹروپس نے جو قیام امن و انتظام کی خاطر عمل میں آیا سلطنت کی جنگ میں جو کچھ امداد کی اس سے ہر حیدرآبادی اور ہندوستانی واقف ہے۔ حالیہ جنگ میں حیدرآباد نے صرف اپنا پچھلا ریکارڈ توڑ دیا بلکہ ہندوستان کی ہر ریاست سے زیادہ وہ برطانوی صوبہ جات ہندوستانی ریاست آگے ہے۔ برطانوی حلیف کو مراعات، اس کی دلجوئی، اپنی مرضی پر اس کی مرضی کو مقدم سمجھنا، اس کے مفاد کی خاطر اپنے مفاد کو نظر انداز کرنا یہ شاہان آصفیہ کا شیوہ رہا ہے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوست کی وفا کا ثبوت بھی ہیں یا ایک حکیم کا اولی فرض صرف مستقبل کا مورخ ہی بتا سکتا ہے۔ ہم رجائیت پسند ہیں اور حسن ظن رکھنا ہماری فطرت میں داخل ہے۔ مگر یہ سب کچھ ایک بار شبہ خالی الوقت موازنہ سے ہٹ کر ہے۔

۱۳۵۴ف کے موازنہ میں تعلیمات کے لئے ایک کروڑ (۴۰) لاکھ کی رقم شریک کی گئی ہے جس کا وہ سررشتہ یقیناً مستحق ہے لیکن حکمت عامہ، زراعت، علاج اور اتفاقات امداد باہمی کے سررشتہ جات کے لئے جو رقوم ہیں وہ ہماری رائے میں کم ہیں۔ آبپاشی کے لئے صرف (۲۰) لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے حالانکہ زیادہ فنڈ (۱۰) کی ضرورت ہے

لئے آبپاشی کے کاموں کو بہت زیادہ وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ دیہی شاہراہوں کی تعمیر کے لئے سال رواں کے موازنہ میں بہت کافی رقم شریک کرنا ضروری تھا کیونکہ اجناس خوردنی کے حمل و نقل کے لئے سہولتیں پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح باولیوں کی کھدائی کا پروگرام بھی فوری توجہ کا محتاج تھا۔ ہم نے موازنہ میں ان دو امور کو تلاش کیا مگر ان مسائل کا کوئی تشفی بخش حل نظر نہیں آیا۔ اگر سررشتہ جات متعلقہ نے مطالبہ نہیں کیا تو یہ ان کی کوتاہی ہے۔

محصول زائد منافع کی رقم سے غریب طبقوں کی امداد کے لئے (٢٠) لاکھ کی جو رقم مختص کی گئی ہے اس کا بہترین مصرف یہ ہوسکتا ہے کہ متاثرہ اضلاع کے دیہاتوں اور شہری رقبوں میں سستے غلہ کی دوکانیں منجانب سرکار قائم کی جائیں جہاں آبادی کے صرف اس حصہ کو غلہ فروخت کیا جائے جس کی قوت خرید محدود ہے۔ اس اجمال کی تفصیل پبلک کارکنوں کے مشورے سے حکومت تیار کرسکتی ہے۔

موازنہ میں آغاز کار تنگبھدرا کے لئے کوئی رقم شریک نہیں ہے۔ اس کا کیا منشاء سمجھا جائے؟ کیا معاملہ پھر ہنوز معرض عمل نہ ہوگا؟ اچھا ہوتا کہ ابتدائی کام شروع کر دیا جاتا۔ شاید چیف انجینئر آبپاشی کے تقرر کا انتظار ہے۔

حیدرآباد معاشی سروس کے قیام اور محکمہ ترقیات عامہ کے احیاء کی تجاویز سے ہم بالکل متفق ہیں۔ زر مالگذاری وصول کرنا اور امن قائم رکھنا ہی حکومت کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔ معاشی، سماجی، اور علمی ترقیوں میں عملی اور مالی امداد دینا نیز ایسی ترقیوں کی داغ بیل ڈالنا اور ہر ایسی تحریک میں پیش قدمی کرنا جو خانگی اداروں سے ممکن نہیں حکومت کے فرائض میں داخل ہو چکا ہے۔ اس لحاظ سے آنریبل مسٹر غلام محمد کی تجویز نہایت مفید اور دور رس نتائج کی حامل ہے۔ آئندہ سے صاحب ضلع محکمہ ترقیات عامہ کا افسر ہوا البتہ اس کے مددگاروں میں سے ایک مددگار موجودہ تعلقداروں کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

ہم سنتے ہیں کہ یہ تجویز بعض حلقوں میں ناپسند کی جاتی ہے لیکن یہاں سوال جماعتی اقتدار کا نہیں بلکہ ملک کے مستقبل کا ہے۔

جاگیرات میں فلاحی اداروں کے قیام اور نظم و نسق کے معیار کو بلند کرنے سے متعلق جو فرامین مبارک شرف صدور لائے ہیں وہ ہمیں یقین ہے کہ طبقہ جاگیرداران کے لئے مشعل ہدایت بن چکے ہوں گے۔ کوئی عجیب نہیں کہ انہیں فرامین کی تعمیل کے لئے راستہ ہموار کرنے کی غرض سے جاگیرداران کانفرنس منعقد کی جارہی ہو۔ جس طبقہ میں نواب نبیر یار جنگ بہادر، نواب حسن یار جنگ بہادر، نواب دوست محمد خاں، مولوی اکبر علی خاں صاحب، راجہ گروداس، راجہ دھیک لال، نواب ولی داد خاں اور نواب سید محمد عسکری جعفری جیسے روشن خیال اصحاب ہوں اس طبقہ سے یہ توقع ہرگز بیجا نہیں کہ وہ تنظیم ما بعد جنگ کے لائحہ عمل میں جاگیری علاقہ جات کو دیوانی کے مماثل لانے کی کوشش کرے گا۔

ملک کے عام نظم و نسق کے معیار کو بلند کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ کم مواجب ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ اس خیال کی تائید میں کافی مواد پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دستشدہ کے موازنہ میں اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ ہماری رائے میں چپراسیوں کی تنخواہ عام حالات میں ماہانہ بیس روپے سے کم نہ ہو اور درجہ سوم کے اہلکاروں کی تنخواہ کسی صورت میں (٤٥) روپے سے کم نہ ہو۔ اسی مناسبت سے دیگر عمال کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ اخراجات نظم و نسق میں یہ اضافہ اس وقت تک حق بجانب نہ ہوگا جب تک کہ لگان انکم ٹیکس کے ذریعہ آمدنی میں معتد بہ اضافہ نہ ہو جائے۔

محصول زائد منافع اور اسکیم لازمی پس اندازی کے ذریعہ آنریبل مسٹر غلام محمد نے انکم ٹیکس کے لئے بنیادیں مضبوط کرلی ہیں۔ اگر آنریبل مسٹر غلام محمد اپنے دور معتمدی مالیات میں کچھ اور نہ بھی کریں تو ان کا یہی کارنامہ ان کے دور کو ممتاز کرنے کے لئے کافی ہے۔

تعلقہ آرمور کے غذائی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے (٣٥) انجمن ہائے امداد باہمی کا قیام

معتمد صاحب مرکزی مجلس اغذیہ آرمور اطلاع دیتے ہیں کہ۔

تعلقہ آرمور ضلع نظام آباد میں غذائی مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ پورے تعلقہ کو جو (٣٠٠) مواضعات اور ٢ لاکھ آبادی پر مشتمل ہے ٣٥ مساوی حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں غلہ کی خرید و فروخت کے لئے ایک انجمن امداد باہمی کا قیام عمل میں آیا ہے جس کا سرمایہ دس ہزار اور بیس ہزار کے درمیان ہے۔ اس طرح جو سرمایہ جو ان (٣٥) انجمنوں نے فراہم کیا ہے اس کی مجموعی مقدار (٥) لاکھ ہے جو ابتدائی کاروبار کے لئے کافی کہا گیا ہے چونکہ ان سب انجمنوں کا مقصد مشترک ہے لہذا پورے تعلقہ کے لئے ایک مرکزی انجمن قائم کر کے یہ تمام انجمنیں اس کی رکن بن گئی ہیں تاکہ ہر انجمن اپنے اپنے دائرہ عمل میں ایک مشترک پروگرام کے تحت کام کرسکے۔

فی الحال ان انجمنوں کا کام یہ ہوگا کہ اپنے اپنے حلقوں میں اجناس خوردنی کی خرید و فروخت کا کام انجام دیں چنانچہ فصل آبی اور فصل خریف کی متوقع پیداوار کے منجملہ ان انجمنوں نے تقریباً دو تا تین لاکھ پلے خرید کیا ہے۔ ایک لاکھ پلے یہ انجمنیں خود خرید لیں گی جس کے منجملہ (٥٠) ہزار پلے حکومت کے حوالے کردیں گی اور (٥٠) ہزار پلے تعلقہ کی مقامی ضروریات کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھیں گی۔ تعلقہ کی بلدہ آبادی میں غلہ کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کے لئے ان انجمنوں نے یہ پروگرام مرتب کیا ہے کہ ہر ایسے موضع میں جس کی آبادی (٥٠٠) سے زائد ہو مقامی انجمن کی نگرانی میں ایک دوکان قائم کی جائے چنانچہ پورے تعلقہ میں اس طرح جملہ (١٠٠) دوکانیں قائم کی گئی ہیں۔ ان انجمنوں کی جانب سے کاشتکاروں کو ان کی زرعی اور معاشرتی ضروریات کی چیزیں بھی فراہم کی جائیں گی۔ مثلاً ترقی یافتہ آلات زرعی، تخم، کھاد، مویشی، دوا، پارچہ اور دیگر روزانہ کی ضروریات۔ ضرورت مند کاشتکاروں کو کم شرح سود سے ان کی استادہ محصول پر قرضہ بھی دیا جائے گا۔ اور ان کو اس امر کی ترغیب دی جائے گی کہ وہ اپنے غلہ کی آمدنی میں سے کچھ فیصدی تو ان انجمنوں کے پاس پس انداز کریں۔ تاکہ جنگ ختم ہونے کے بعد اگر اقتصادی بحران ہو تو کاشتکار آسانی سے اس کا مقابلہ کرسکیں۔

دیہی آبادی کی اقتصادی و سماجی ترقی کے لئے ان انجمنوں نے ایک دو سالہ پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ ہر دس مواضعات کے لئے ایک دواخانہ اور (٥٠٠) سے زائد آبادی رکھنے والے ہر موضع کے لئے ایک مدرسہ فراہم کیا جائے۔ جن مواضعات میں پست اقوام کی آب نوشی کی سہولیات نہیں ہیں وہاں باولیاں کھدوائی جائیں۔ جملہ مواضعات میں دیہات سدھار کا کام شروع کیا جائے۔ دیہی علاقوں کی معذور اور محتاج آبادی کے لئے کسی ذریعہ معاش کا انتظام کیا جائے۔ ہر نوعیت اور اس قسم کی دیگر تمام تجاویز جن کا تعلق دیہی آبادی کی ترقی اور خوشحالی سے ہوسکتا ہے۔ وہ سب اس منصوبہ میں شریک ہیں۔ جن کو روبعمل لانے کے لئے ان انجمنوں نے اپنے خاص منافع کا (١٠) فیصدی حصہ مختص کردیا ہے۔ اور بقیہ رقم عطیات اور چندوں سے فراہم کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ تاکہ حکومت پر کم از کم مالی بار عائد ہو۔

ان انجمنوں کے پیش نظر صنعت و حرفت مشترک اور استعمال آلات جدید کے رجحان کو فروغ دینے کی چند تجاویز بھی ہیں۔ اور گھریلو صنعتوں کو مشترک سرمایہ سے چھوٹی چھوٹی دیہی فیکٹریوں میں تبدیل کرنے کی ایک اسکیم پر بھی غور کیا جارہا ہے۔ تاکہ بیک وقت ترقی یافتہ آلات کے استعمال، خام مال کی فراہمی اور پیداوار کی نکاسی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اور جنگ کے بعد دیہی صنعتیں آسانی کے ساتھ بڑے پیمانہ کی صنعتوں کا مقابلہ کرسکیں۔

چونکہ مذکورہ بالا تجاویز کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر دیہی آبادی میں ان کی مقبولیت ہے لہذا ان انجمنوں نے طے کیا ہے کہ ان کو دیہی آبادی میں زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کے لئے ایک تبلیغی مہم جاری کی جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ان انجمنوں نے فی الحال چار مبلغین کا تقرر کیا ہے جن کا کام یہ ہوگا کہ تقاریر اور ربط عامہ کے ذریعہ دیہی آبادی میں ان تجاویز کی نشر و اشاعت کریں۔ اس مقصد کے لئے [illegible]

جدید یورپ کی تشکیل

سرب میں لڑائی اور ہٹلر کی حکومت جیسے جیسے ختم ہو رہی ہے لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونے لگا ہے کہ اب یورپ میں کس کی حکومت ہوگی۔ بعض حلقوں میں یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ نازیوں کو شکست دے کر اتحادی حکومتیں جو صلح کریں گی، وہ امن کی نہیں بلکہ تیسری جنگ عظیم کی تمہید ہوگی۔ اکثر یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ جو فتح برطانیہ اور امریکہ کی ہوگی بنا برطانوی اور امریکی سامراجیت کی گرفت ڈھیلی ہونے کے بجائے اور زیادہ مضبوط ہوگی اور ہماری غلامی کی زنجیریں کٹنے کے بجائے اور زیادہ سخت ہو جائیں گی۔

جو لوگ اس قسم کے اندیشوں میں گرفتار ہیں ان کی خامی یہ ہے کہ وہ ان واقعات پر نظر نہیں رکھتے، جو یورپ میں پیش آ رہے ہیں۔ یورپ کی آئندہ سیاست کو سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جہاں جہاں فاشزم کو شکست ہو چکی ہے وہاں کی حکومتیں کون لوگ بنا رہے ہیں، ان حکومتوں کا پروگرام کیا ہے اور ان سے دنیا کے مستقبل پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۴۰ء میں فرانس پر ہٹلر کا قبضہ ہوا کیونکہ فرانسیسی حکومت فرانس کے ان بڑے بڑے سرمایہ داروں کے اشاروں پر ناچتی تھی، جو ہٹلر سے [illegible] تھے اور عوام کی طاقت سے گھبرائے ہوئے تھے اور سوویت یونین کے جانی دشمن تھے چنانچہ ہٹلر نے حملہ کیا تو انھوں نے پیرس کے شہریوں کو ہتھیار دینے سے انکار کر دیا۔ فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی کو جو پیرس کی سب سے زیادہ اثر رکھنے والی [illegible] خلاف قانون ٹھہرایا، فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی کے سر ممبروں کو جیل میں بند کر دیا اور پیتاں اور لاوال کے ذریعہ ہٹلر سے مسلسل ساز باز کر کے فرانس کو نازیوں کے سپرد کر دیا۔ لیکن آج فرانس کی کایا پلٹ ہو گئی ہے۔ پیرس میں جن لوگوں نے وزارت کو اور وسعت دی ہے نئی وزارت میں ۲۰ آدمی ہیں، تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے فرانس میں رہ کر نازیوں کا مقابلہ کیا۔ اور ۱۳ پرانے وزیر ہیں، دو کمیونسٹ اور چار سوشلسٹ۔

۲۰ مارچ کو مجلس مشاورت نے اعلان کیا کہ فرانس کے آزاد ہوتے ہی وہاں ایک مجلس دستور ساز چنی جائے گی جو فرانس کا نیا دستور اساسی بنائے گی۔ مجلس دستور ساز کے چناؤ میں فرانس کے ہر بالغ مرد اور عورت کو ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ یاد رہے کہ اب تک فرانس کی عورتیں حق رائے دہی سے محروم تھیں۔ انھیں پہلی بار یہ حق ملا ہے۔ پیرس کی نئی وزارت نے ان تمام صنعتی کارخانوں اور ریلوں کو ضبط کر کے قومی ملکیت بنا دیا ہے جن کے مالکوں نے نازیوں سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ اس طرح فرانس کی پرانی [illegible] فرانسیسی جمہوریت [illegible] مانے جاتے تھے۔

اٹلی کے حالات فرانس سے ذرا مختلف تھے۔ مسولینی نے بیس سال سے جمہوریت کو کچل رکھا تھا۔ اور عوامی تحریکوں کو بے حد کمزور کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسولینی کے زوال کے بعد بھی اٹلی میں کس پہنچنے تک ایک بادشاہ کا راج رہا۔ لیکن دھیرے دھیرے جمہوری عناصر ابھرنے لگے، اور بدولیو کو مجبور ہو کر جمہوری آزادی کا اعلان کرنا پڑا۔ باری کے مقام پر اٹلی کی چھ جمہوری جماعتوں سوشلسٹ، کمیونسٹ، کسان سبھا، لبرل پارٹی، ڈیموکریٹ یونین وغیرہ کا ملا جلا اجلاس ہوا اور طے پایا کہ جب تک مارشل بدولیو استعفیٰ نہ دے دے اور بادشاہ ایمینوئل تخت سے دستبردار نہ ہو جائے، جمہوری جماعتیں وزارت میں شریک نہ ہوں گی۔ اس وقت کمیونسٹ رہنما سینیور ٹوگلیاٹی نے جو بیس سال سے جلاوطن تھا پہل کی اور سیاسی جمود کو توڑا۔ اسی کی کوششوں سے تمام جمہوری جماعتیں ایک ساتھ وزارت میں شریک ہو گئیں اور بدولیو اور ایمینوئل کو اعلان کرنا پڑا کہ روم کے آزاد ہوتے ہی وہ حکومت سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ تمام سیاسی جماعتوں کی ملی جلی وزارت کے بننے سے اطالوی چھاپہ ماروں کا زور بڑھا، اتحادی فوجوں کی رفتار تیز ہوئی، روم آزاد ہوا۔ اور بدولیو اور ایمینوئل کو حکومت سے ہٹنا پڑا۔ اور اٹلی میں حقیقی معنوں میں قومی حکومت بنی اسی طرح روم کا انتظام بھی انھیں چھ جماعتوں کے نمائندوں کے سپرد ہوا۔

یوگوسلافیہ کو ہٹلر کے مقابلے میں اس وجہ سے شکست ہوئی تھی کہ وہاں سرب قوم کے زمیندار دوسری قوموں — کروٹ، سلاف اور سلووان — پر ظلم کیا کرتے تھے اور ان قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارتے رہتے تھے۔ لیکن جب یوگوسلافیہ کے کمیونسٹ لیڈر مارشل ٹیٹو نے ہٹلر کے خلاف جہاد شروع کیا، اور وہاں کی تمام قوموں کو نازیوں کے خلاف جنگ آزادی میں متحد کر لیا۔ فاشسٹ دشمن جماعتیں مارشل ٹیٹو کی صف میں شامل ہو گئیں۔ اور ڈیڑھ سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یہ قومی اتحاد اتنا مضبوط ہو گیا کہ پوری یوگوسلاف قوم کی نمائندگی کا دعویٰ کر سکے۔ کچھ دنوں پہلے تک یوگوسلافیہ کی جلاوطن حکومت اور برطانیہ کے رجعت پسند ٹیٹو کی فوج کو اور یوگوسلاف آزادی کی کمیٹی کو "لیڈروں کی انجمن" کہہ کر پکارا کرتے تھے، اور میہائیلووچ کو جو نازیوں سے مل گیا ہے چھاپہ ماروں کا سردار اور وزیر جنگ بنائے ہوئے تھے۔ اب اس فریب کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ ٹیٹو کے دو نمائندے یوگوسلاف حکومت میں شامل کر لئے گئے ہیں اور وزارت سے ان تمام لوگوں کو خارج کر دیا گیا ہے جو میہائیلووچ کے حامی تھے۔ بادشاہ پیٹر نے براڈکاسٹ کیا ہے کہ تمام یوگوسلاف مارشل ٹیٹو کا ساتھ دیں۔

یوگوسلافیہ کی قومی تحریک کا کام صرف فوج تیار کرنا نہیں ہے، بلکہ یوگوسلافیہ میں جمہوریت کا سنگ بنیاد ہے۔ اس قومی تحریک کی رہنمائی ۱۵ ممبروں کی ایک مجلس مشاورت کے سپرد ہے۔ جس کو یوگوسلافیہ کے تمام بالغ مردوں اور عورتوں نے چنا ہے۔ اس مجلس میں تمام قوموں کے نمائندے شامل ہیں، چنانچہ مارشل ٹیٹو نے اعلان کیا ہے کہ آزاد یوگوسلافیہ ایک نیا یوگوسلافیہ ہوگا۔ جس میں تمام قوموں کو — سرب، کروٹ، سلاف اور سلووان — کو یکساں قومی حقوق حاصل ہوں گے۔ ۱۴ اگست کو انقرہ ریڈیو سے اعلان کیا تھا کہ قومی کمیٹی نے تمام قوموں کا حق خود اختیاری مان لیا ہے۔ یوگوسلافیہ کے کمیونسٹوں نے یورپ کی تمام قوموں کے سامنے آزادی اور اتحاد کی ایک عملی مثال پیش کی ہے۔

نئے یورپ کی تشکیل میں نئے یوگوسلافیہ کو جو اہمیت حاصل ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یوگوسلافیہ کی طرح چیکوسلوواکیہ کے قومی مسائل بھی غیر اطمینان بخش تھے۔ وہاں کی جرمن، سلوواک اور ہنگیری قوموں کے حقوق نہیں اور محفوظ نہ تھے لیکن آج وہ رجعت پسند جو بغاوت کی دھمکی دیتے تھے، ہٹلر کی صف میں شامل ہیں اور آزادی کے تمام دیانتدار رہنما، ڈاکٹر بینیش چیکوسلوواکیہ کی حکومت کے ساتھ ہیں۔ چیکوسلوواکیہ کی فوجیں سرخ فوج میں شامل ہو کر وطن کو نازیوں سے آزاد کرا رہی ہیں۔ سوویت یونین نے اعلان کیا ہے کہ جوں ہی کوئی چیک علاقہ آزاد ہوا اسے فوراً چیکوسلوواکیہ کی حکومت کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ [illegible] نے جو چیکوسلوواکیہ کے [illegible] ہیں یہ اعلان کیا ہے کہ "ہماری خارجی پالیسی کی بنیاد سوویت چیک اتحاد پر ہوگی۔ یہی آئندہ [illegible] جہاں تک اندرونی پالیسی کا تعلق ہے ہماری جمہوریت ملک کی سیاسی اور معاشی زندگی کو ایک معقول لائحہ عمل کے تحت منظم کرے گی۔ یعنی سرمایہ داروں کو ہٹلر کے لوگوں سے ساز باز کرنے کا موقع نہ دے گی" [illegible] چیکوسلوواکیہ کی تمام قوموں کو مساوی جمہوری حقوق حاصل ہوں گے۔ وہاں کی تین اہم سیاسی جماعتوں، کمیونسٹ پارٹی، کسان سبھا، چیک سوشلسٹ پارٹی نے متحدہ طور پر طے کیا ہے کہ اس پروگرام کو پورے کار لائیں گے اور ان رجعت پسند عناصر کو سزا دیں گے، جنھوں نے نازیوں سے تعاون کیا تھا۔

بلقان ہمیشہ سے یورپ کی سامراجی طاقتوں کا جولانگاہ رہا ہے اور اس کے حکمران طبقے ہمیشہ کسی نہ کسی سامراجی طاقت کے ہاتھ میں کھیلتے رہے ہیں۔ چنانچہ جرمنی نے بھی انھیں حکمران طبقوں، زمینداروں، نوابوں اور جاگیر والوں کو اپنی مٹھی میں لیا اور ان کی مدد سے بلقان کو غلام بنا لیا۔ لیکن وہ بلقان کی عوامی تحریکوں کو کچل نہ سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے خلاف [illegible] کا کام کیا۔ جیسے ہی سرخ فوج رومانیہ کی سرحد میں داخل ہوئی [illegible] انتونسکو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور نئی جمہوری حکومت قائم کر دی جس میں لبرل پارٹی، سوشلسٹ پارٹی اور کمیونسٹ کے نمائندے شریک ہیں۔ [illegible] انتونسکو اور اس کے حامیوں کو [illegible] گرفتار کر لیا گیا اور ہٹلر کے خلاف جنگ کا اعلان [illegible]

(بقیہ صفحہ [illegible])

بدھ مت اور برہمنیت میں کشمکش تفوق

ڈاکٹر امبیڈکر کی تقریر

رشنل سوسائٹی مدراس کی سرپرستی میں ایک جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر نے اس کشمکش پر روشنی ڈالی جو تاریخ ہند میں بدھ مت اور برہمنیت کے مابین ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنے کے لئے جاری رہی اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اس ملک نے بدھ مت کے ناپید ہونے کی وجہ سے زبردست نقصان اٹھایا۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ بہت سے غلط تصورات ایسے ہیں جو تاریخ ہند کے متعلق رائج ہو گئے ہیں۔ تاریخ ہند کے بلند پایہ مصنفین نے کہا ہے کہ ہندوستان میں سیاسیات علمی چیز نہیں بلکہ قدیم ہندوستانیوں کو فلسفہ، مذہب اور مابعد الطبیعیات سے زیادہ دلچسپی تھی انہیں سیاسیات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستانی زندگی اور سماج ایک مقررہ ڈگر پر قائم تھے اور مورخین کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اس مقررہ ڈگر کی تشریح کریں۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ انھوں نے ہندوستان کی قدیم تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور ایسے نتیجہ پر پہنچے ہیں جو قدیم علما کے خیالات سے مختلف ہے۔ تاریخ ہند کے مطالعہ نے ان پر واضح کر دیا کہ دنیا کے کسی ملک میں سیاسی زندگی اتنی زبردست نہیں تھی جتنی کہ قدیم ہندوستان میں تھی اور غالباً ہندوستان ہی ایک ایسا ملک تھا جس نے ایک ایسا انقلاب پیدا کیا جس کی نظیر دنیا کے کہیں نہیں ملتی۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ تاریخ ہند کے مصنفین کو ایک بنیادی واقعہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جس کو انھوں نے بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ بنیادی واقعہ یہ ہے کہ قدیم ہندوستان میں بدھ مت اور برہمنیت کے مابین ایک شدید کشمکش جاری تھی۔ تاریخ ہند اگر اس شدید کشمکش کی تاریخ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کشمکش محض ایک مسلک سے متعلق جھگڑا نہیں تھا جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں۔ یہ کشمکش اس امر کی نسبت تھی کہ صداقت کیا ہے۔ گوتم بدھ نے صداقت کی جو تعریف کی ہے وہ بہت سلیس و سادہ ہے اس کے نزدیک صداقت وہ چیز ہے جس کا یقین استدلال سے نہ کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس برہمنیت کا دعویٰ تھا کہ صداقت وہ ہے جس کا اعلان وید کرتا ہے۔ بدھ مت کے پیرو انقلاب پسند ہیں اور برہمن رجعت پسند۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ اس وقت رجعت پسندی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ انھوں نے ویدوں کا مطالعہ کیا ہے اور انہیں حیرت ہے کہ برہمنوں کا ہوشیار طبقہ ایسی کتابوں کو مستند قرار دینے پر مصر ہے جن میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تھوڑے میں جادو ٹونے کے سوا کچھ نہیں۔ بدھ مت اور برہمنیت میں تفوق کے لئے کشمکش ایک طویل مدت تک جاری رہی۔ حتی کہ مسلمان اس ملک میں داخل ہوئے۔ تاریخ میں غالباً گوتم بدھ ہی پہلا شخص ہے جس نے آزادی، مساوات اور اخوت کی تعلیم دی۔ ہندوستان سماجی مساوات کے پیام کو فراموش کر چکا جس کی آج ہندو سماج میں ضرورت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدھ مت کے انقلاب پر رجعت پسندی غالب آگئی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ بھگوت گیتا ایک بہت بڑی مذہبی کتاب ہے۔ انہیں یہ اعتراف کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ انہیں اس کتاب میں کچھ نہیں ملا۔ اس کے برعکس اس کتاب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اس کتاب نے ایسے نظریات کے لئے فلسفیانہ بنیاد فراہم کرنے کی کوشش کی جو آج عقلیت کے معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔ وہ انقلاب جس کو گوتم بدھ نے سیاسیات، سماج، حکومت، مذہب اور عقلیت میں پیدا کیا تھا ناکام رہا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنا یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ وقت آگیا ہے کہ کسی نہ کسی طرح مذہب اور سیاسیات کو علیحدہ کیا جائے اور اس نظریہ کو ثابت کیا جائے کہ ہندو دھرم محض ایک سماجی نظریہ نہیں بلکہ ایک سیاسی نظریہ بھی ہے۔

اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ عقلیت ان کی سماجی اور سیاسی زندگی کی بنیاد ہونی چاہئے ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ مسٹر گاندھی کی بھی آزمائش نہیں کی گئی۔ اگر وہ کچھ کہیں تو ہر شخص کو مان لینا چاہئے۔ دو سال قبل انھوں نے کہا کہ پاکستان ایک گناہ ہے اور تمام کانگریسیوں نے بھی کہا کہ یہ ٹھیک ہے۔ آج گاندھی جی کہتے ہیں کہ یہ گناہ نہیں ہے اور اگر مسلمان پاکستان چاہتے ہیں تو انہیں پاکستان دے دیا جائے۔ ہر کانگریسی بھی یہی کہتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے اس امر کی کہ عدم عقلیت کس طرح ان کی سماجی، مذہبی اور سیاسی زندگی میں داخل ہو گئی ہے۔ انہیں یقین ہے کہ جب تک اس غیر عقلی عنصر کو مٹایا نہیں جائے گا ملک کو بڑی تباہی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (روزنامہ "ہندو" مدراس)

معاشی سیول سروس

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

اور موجودہ سروسیز کے اسٹاف کو باہمی طور پر متبادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ سے رکاوٹوں میں کمی اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔

فقرات بالا میں جن رجحانات خیال کا اظہار کیا گیا ہے وہ حیدرآباد یا ہندوستان کی حد تک محدود نہیں ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ جیسے ترقی یافتہ ممالک کو بھی ضرورت واقعی ہو رہی ہے کہ جنگ کے بعد سماجی سروسیوں کو چلانے کے لئے جو نئے مطالبے پیدا ہوں گے اس کے پیش نظر ایک نئی قسم کی سیول سروس قائم کی جائے جس کی ٹریننگ کے طریقے مختلف ہوں گے۔ اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ کی جانب سے امپلائمنٹ پالیسی پر جون ۱۹۴۴ء میں جو قرطاس ابیض شائع ہوا ہے اس کا حسب ذیل اقتباس نہایت دلچسپ ہے۔

"حکومت برطانیہ عظمیٰ کا ارادہ ہے کہ مستقل اسٹاف پر ایک مختصر مرکزی عملہ مقرر کیا جائے جو معاشی رجحانات کی تجزیہ اور ان کو جمع کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ نیز ان سے متعلق وزراء کے پاس رپورٹ پیش کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ خصوصاً اسکیم کے ابتدائی اہم سالوں کے دوران میں اس مرکزی عملہ کی ذمہ داریاں بہت ہی اہم ہوں گی کیونکہ حکومت کی امپلائمنٹ پالیسی سے متعلق فیصلے ان کے موقع اور صحیح تشخیص پر منحصر رہیں گے۔ کساد بازاری کی رفتار میں خوفناک سرعت پیدا ہو سکتی ہے۔ ۱۹۲۰ء - ۱۹۲۱ء میں بیکاروں کی تعداد میں صرف چار مہینے کے اندر (۵) سے (۱۵) فی صد کا اضافہ ہو گیا۔ پھر یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مرض کی غلط تشخیص نہ ہونے پائے اور اس طرح غلط دوا نہ دی جائے۔ مثلاً اگر اس بیکاری کو دور کرنے کی کوشش جو معاشی طور پر مزدوروں کی نقل و حرکت سے متعلق بد انتظامی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے ہم افراط زر بڑھا دیں تو اس سے ایک خطرناک افراط زر کی صورت حال کے پیدا ہو جانے کا امکان ہوگا۔ اسی طرح چھوٹے سے معمولی کساد بازاریوں کو ان عام صورتوں سے ممیز کرنا ہوگا جو عمومی بیکاری کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ وقت کا لحاظ بھی ایک نہایت نازک مسئلہ ہوگا۔ یہ معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے کہ بڑھتی ہوئی مندی کس وقت پہنچ کر افراط زر کی صورت اختیار کرے گی جب کہ کسی اصلاحی تدبیر کا موقعی طور پر اختیار کیا جانا ضروری ہوگا۔ حکومت کی حکمت عملی کی کامیابی کا دارومدار ایسی مہارت و قابلیت پر ہوگا جس کے ذریعہ عام نظریوں کو عملی جامہ پہنایا جا سکے گا۔ ابتداءً لازمی ہے کہ سابق کے مقابلہ میں بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ اور بہت کم وقت کے اندر معاشی تحقیقات سے متعلق معلومات حاصل کریں۔"

ہندوستان میں یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہے کیونکہ اس سے کہ جانے معاشی نظام کی حالت بہت پست ہے۔ ہمارے یہاں ایسے تربیت یافتہ اشخاص کی کمی ہے جن کی

ہوگا۔ ضرورت صنعت و حرفت اور دیگر متعلقہ اداروں میں ہوتی ہے اور جو انگلستان جیسی ترقی یافتہ سماجی تنظیم میں با کثرت پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مستقر پر جو بھی فیصلے کئے جائیں گے ان کی اساس ان اطلاعات پر ہوگی جو کہ اضلاع سے حاصل ہوتی ہوں۔ منصوبہ سازی لازمی طور پر تجربہ اور غلطی کی اساس پر ہوگی۔ تنظیم بعد جنگ کے منصوبوں کی خامیوں کے منکشف کرنے کے لئے ملک گیر سیول سروس کا قیام لابدی ہوگا۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ہمارے ایک دوست نے ہم سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ گاندھی جی نے گفتگو پر آمادگی کا چولا کیوں بدل دیا تھا؟ اور اس کا خود ہی یہ جواب دیا کہ اگست والی قرارداد، کانگریس اور سیول نافرمانی کی ناکامی نے انہیں اپنی شہرت سمیت ایک تاریکی میں پھینک دیا تھا اور وہ اپنے اس حال میں اپنی یہ ناقدری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اب انہوں نے پھر یہ ثابت کر کے چند وقفوں میں اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کر لیا کہ وہ ہمارا سیاسی [illegible] قسم کے ہندو تھے؟ ہم نے کہا واللہ اعلم بالصواب۔ (رہبر دکن)

معاصر "رعیت" رقمطراز ہے کہ:-

"سنہ ۱۹۴۳ تا ۱۹۴۴ء کے مقابلہ میں سنہ ۱۹۴۴ تا ۱۹۴۵ء میں چاول کی مقدار ایک لاکھ (۶۳) ہزار من زیادہ رہی ہے تو پھر بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ملک میں چاول کی کمی کا سوال کس طرح پیدا ہو گیا ہے!...... آخر یہ تمام پیداوار کیا ہوئی اور کہاں گئی؟"

کیوں دوست! جان بوجھ کر انجان! ساری پیداوار کسی فقیر کے پاس نہیں اونچوں تک کے پاس ہے اور چور بازار سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ خدا بھلا کرے [illegible] سرکار کو حکومت ان ذخائر کا پتہ چلانے میں ہنوز ناکام ہے۔

معاصر "پیام" نے یہ قیمتی مشورہ دیا ہے کہ:-

"جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ بعض فرقہ وارانہ جذبات کی بنا پر اس گفتگو کے متعلق بعض مباحث کا دروازہ کھل جائے یعنی ہو کر لیگ کے حامی مسٹر جناح کی ستائش و آفرین کے نعرے بلند کرنے لگیں اور کانگریس کے حامی مہاتما گاندھی کے ہر لفظ پر آفرین کہنے لگیں۔"

چنانچہ معاصر موصوف نے غیر جانبداری کے اس اصول پر عمل کرتے ہوئے اپنے دو طویل اداریوں میں جناح کی مذمت اور گاندھی جی کے "ہر لفظ پر آفرین" کہنا ضروری سمجھا۔

گاندھی جناح گفتگو کے انقطاع پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "رعیت" نے تحریر کیا ہے کہ:-

"ہم صرف اس قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کا سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ تو وحدت ہے اور تقسیم ملک آزادی کی [illegible] ہے۔"

اور ہماری یہ اٹل رائے ہے کہ وحدت کے بغیر آزادی کا حصول دیوانے کا خواب ہے۔

مولوی ابو الحسن سید علی صاحب ایک صحافتی بیان میں فرماتے آئیں کہ:-

"حیدرآباد کے مابعد جنگ سیاسی درجہ اور موقف کا مسئلہ یقیناً ایسا نہیں کہ جس سے کوتاہی برتی جائے۔ میں حکومت پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں حیدرآبادی عوام کی بے چینی اور اضطراب اس کی خاص تحریک کی علامت ہے۔"

مولوی صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون عرض ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ خود پبلک کا دستور ہے کہ اس کو تصفیہ کرنا چاہیے۔ اگر ہر طبقہ اور ہر مکتب خیال کے پبلک مل کر کسی متفقہ نتیجہ پر پہنچیں تو اس نتیجہ کو ایک مطالبہ کی صورت میں عوام کی تائید کے ساتھ حکومت کے پاس اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ وہ اس مطالبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔ صرف حکومت سے استفسار کرنے کا نتیجہ نہ نکلے گا تو کوئی ذمہ دار اداروں کو [illegible] سمجھنا [illegible] باقی خیریت۔ زیادہ والسلام۔

یاد رکھنے کی باتیں

(۱) [illegible] ترجمان [illegible] نے برخلاف توقع بڑا ہی سنجیدہ اور سمجھداری کا مضمون لکھا ہے۔

(۲) ہماری نظر سے ایک ایسی بھی درخواست گزری ہے جس پر مسجد سوم کی امیدواری کے ایک امیدوار نے یہ القاب لکھے "عزت شریف جناب نواب تعلیم ابعد جنگ بہادر"۔

(۳) موجودہ خطاب یافتگان میں سب سے زیادہ وقار والے نواب عزیز نواز جنگ بہادر ہیں کیونکہ خطاب کی اطلاع پہنچنے کے بعد آپ نے صرف چھ بیویوں کو طلاق دی!

(۴) روزنامہ "میزان" کی ترقی ہوتی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ "رہبر و پیام" کی پریشانی بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

(۵) جاگیرداران مملکت آصفیہ واقعی ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔

(۶) ڈاکٹر [illegible] کو کانگریس [illegible] کی ہیئت عوام سے بے تعلق رکھتے ہیں مقامی چند لیڈروں کا کوئی ہاتھ نہیں۔

(۷) اگر کامریڈ نارائن ریڈی کے مشورہ سے مسجد کے انتظامات چلائے جائیں تو بجائے تین چھٹانک کے چار چھٹانک ملا کریں گے۔

(۸) نواب تراب یار جنگ بہادر صدر المہام ہو رہے ہیں۔

(۹) گورنمنٹ کی موجودہ نئی گرانی [illegible] فوجی مصارف سے کوئی تعلق نہیں۔

(۱۰) [illegible] صاحبوں نے دسہرہ کے روز اپنے اشتراکی سلک کا اعلان کر دیا۔

روزنامہ "دیندار" لکھتا ہے کہ:-

"گاندھی جی کی پرانی عادت ہے کہ جب کچھ حاصل کرنے کا وقت آتا ہے تو اپنے آپ کو ساری ہندو قوم کے نائب کی حیثیت سے ظاہر کرتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ کوئی ذمہ داری قبول کرنے کا وقت ہے تو سر پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگتے ہیں میں کانگریس کا چار آنے والا ممبر بھی نہیں ہوں۔ ساری بات جیسی انفرادی حیثیت سے کر رہا ہوں۔ گویا گاندھی جی کی نمائندگی بیک کرشمہ [illegible] حیثیت سے بدل جاتی ہے اور غیر نمائندہ حیثیت موقع پاتے ہی کامل نمائندگی کا نعرہ لگانے لگتی ہے۔ یہی وہ عمل ہے کہ گاندھی جی کے طرز عمل کو ایک معمہ بنا رکھا ہے۔"

آپ کے نزدیک شاید یہ معمہ ہو مگر "رہبر دکن" اس کو "صداقت اور عدم تشدد" تعبیر کرتا ہے۔

جدید یورپ کی تشکیل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

ان دونوں ملکوں کی فوجیں سرخ فوج کے دوش بدوش نازیوں سے لڑ رہی ہیں۔

بلغاریہ میں بھی ہوا، وہاں کے عوام جیسے سوویت یونین کے ساتھ تھے چنانچہ انھوں نے بھی اپنی نئی حکومت قائم کر لی جس میں کمیونسٹ عنصر غالب ہے نائب وزیر اعظم اور وزیر امور داخلہ کمیونسٹ ہیں، تمام بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور غداری کے جرم میں ان کی زمینیں قومی ملکیت بنالی گئی ہیں اس طرح یونان کی نئی حکومت میں جنگ آزادی کے مجاہدین [illegible] سے زیادہ ہیں اور یونان کی نئی حکومت میں دو کمیونسٹ وزیر ہیں ا۔ وزیر مالیات اور وزیر زراعت۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آئندہ یونان کے مزدوروں اور کسانوں کے حقوق پامال نہ ہوں گے۔

یہ ہے نئے یورپ کی کہانی۔ اس نئے یورپ کا جو جمہوریت کی بنیاد پر ابھر رہا ہے، برطانیہ اور امریکہ کے رجعت پسندوں میں ہرگز اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ صلح کانفرنس کے موقع پر اس یورپ کے حصے بخرے کرسکیں کیونکہ یورپ کے ہر آزاد شدہ ملک میں جمہوری جماعتوں کا ایک مضبوط متحدہ محاذ قائم ہو چکا ہے۔ اس اتحاد کی کڑیاں جنگ آزادی کی آگ میں تپی ہیں اور تجربے نے انھیں ایکے کی ضرورت بتائی ہے اس متحدہ محاذ کے دو مقاصد ہیں پہلا اپنے اپنے ملک میں ایک آزاد اور جمہوری حکومت قائم کرنا تاکہ لوگ آرام اور خوشی سے زندگی بسر کرسکیں چنانچہ اس سلسلے میں جمہوریت اور خوشحالی کے دشمنوں کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔ اور ان کی ساری ملکیت قومی ملکیت بنادی گئی ہے۔

دوسرا مقصد یورپ میں ایسا امن قائم کرنا ہے جس کی بنیاد قوموں کی آزادی اور مساوات پر ہو اور جس میں امن اور آسائش کی پوری پوری ضمانت ہو اور آئندہ جارحانہ حملے اور فاشزم کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے۔

لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ یورپ کے رجعت پسند عناصر جمہوری قوتوں کو شکست دے کر ایک بار پھر برسر اقتدار آجائیں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

ا۔ سوویت یونین نے ضمانت دی ہے کہ وہ ان تمام ملکوں کی مدد کرے گا جو آزادی کی جد و جہد میں مصروف ہیں اور انھیں اس کا موقع بہم پہنچائے گا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی قومی زندگی کی تشکیل کریں (اٹلانٹک چارٹر) یہاں تک کا وعدہ ہے جس نے آج تک کبھی عہد و خلافی نہیں کی اور جس نے یورپ کی فاشسٹ قوتوں کو کچل کر رکھ دیا۔

۲۔ تہران کانفرنس میں دوسری اتحادی حکومتوں نے بھی جو چاہیں کے اس اصول کو متفقہ طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ تمام قوموں کو اپنی مرضی کے مطابق جمہوری طرز پر زندگی گزارنے کا حق ہوگا۔

۳۔ ان نئی جمہوری حکومتوں اور سوویت یونین کا بڑھتا ہوا اتحاد اور اشتراک عمل، لیکن سب سے بڑی ضمانت خود ان ملکوں کے عوام کی بڑھتی ہوئی طاقت ہے ان کا بڑھتا ہوا سیاسی شعور ہے، بڑھتی ہوئی جمہوری تحریک ہے، جس نے یورپ کی تاریخ میں ایک نئے اور درخشاں باب کا اضافہ کیا ہے ۱۹۱۸ء کی جنگ کے بعد یورپ میں سرمایہ داروں، سوویت دشمن حکومتیں قائم ہوئی تھیں دنیا نے اس کا حشر دیکھ لیا قتل و غارت گری، خانہ جنگی اور پھر فاشزم کی ولادت ہوئی سب سے بڑی برکت — وہ جنگ — آج جب سیکنڈ [illegible] جنگ ختم ہو رہی ہے یورپ میں ایک نئے عہد زندگی، ایک نئے نظام حکومت کا آغاز ہو رہا ہے۔ وہ یورپ جو تین سو سال تک سامراجی جارحانہ حملوں اور لڑائیوں کا مرکز بنا رہا جنگ سامراجی سازشوں اور سرمایہ داروں کی غلامی سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو رہا ہے۔

گاندھی جناح گفتگو کا انقطاع

مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کا بیان

حیدرآباد ۵-۱۰ آبان۔ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب صدر مجلس اتحاد المسلمین ملکی نے حسب ذیل بیان جناح گاندھی گفتگو اور حیدرآباد کے سیاسی موقف کی نسبت جاری کیا ہے:۔

جناح گاندھی گفتگو امیدوں کے ساتھ شروع اور یاس پر ختم ہو گئی۔ ہندوستان کی قسمت میں آزادی اس وقت تک ممکن نہیں معلوم ہوتی جب تک کہ غیر مسلم اقوام مسلمانوں کی علحدہ قومیت کو تسلیم نہ کرلیں۔ گاندھی جی نے اپنی مراسلت میں ہندوستان کی مسلم قومیت کی تردید کے لئے جو حجت پیش کی اگر اس کو مان لیا جائے تو کسی خطہ عالم میں کوئی قوم مسلم قوم کے نام سے موسوم ہی نہیں کی جاسکتی ہر قوم نے اپنے کسی نہ کسی مذہب کو تبدیل کر کے اسلام قبول کیا۔ اگر تبدیلیٔ اسلام کسی قوم کی مسلم قوم میں شمولیت کے لئے کافی نہیں تو یہ قومیت دنیا سے اٹھ جائے گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کے تصور قومیت سے گاندھی جی ناواقف ہیں لیکن ان کے پاس سوائے اس ایک حجت کے کوئی دوسری ایسی موثر حجت نہیں کہ جس سے اسلام کے تصور قومیت کا مقابلہ کر سکیں۔

کیا یہ مسئلہ کسی طویل مدت کے لئے نظر انداز ہو گیا؟ جنگ کے اختتام کے لئے کسی مدت کی پیشگوئی مشکل ہے لیکن اختتام کے لئے اب کسی بہت طویل مدت کے آثار بھی نہیں ہیں۔ تنظیم و تعمیر مابعد جنگ کے لئے ہندوستان میں متعلقہ مسائل سے آنکھ بند نہیں کی جاسکتی [illegible] لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہندوستان کا سیاسی مستقبل اور تنظیم و تعمیر مابعد جنگ کے مسائل میں اولین اہمیت کا باعث ہونگے اور اس وقت ہندو مسلم مفاہمت کو بھی اولین اہمیت حاصل ہوگی اور دو قومی نظریہ یقیناً زیر بحث ہی نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کا تصفیہ متعین ہوگا کہ یا تو مسلمان اس سے دستبرداری کرلیں یا غیر مسلم جماعتیں اس کو مان لیں۔ گاندھی جی نے صلح کانفرنس تک یہ مسئلہ کیا کہ یہ مسئلہ ختم نہیں بلکہ یہ طویل مدت تک ملتوی ہو گیا۔ اس وقت اس کے دو فریق تھے ما بعد جنگ حکومت انگریزی ان کی تیسری فریق بن جائے گی۔

کرپس تجاویز کے برقرار ہونے کا اعلان بجا طور پر مدبرین نے ہر ایسے موقع پر کیا، جب کہ جنگ کا توازن اتحادیوں کے خلاف جا رہا تھا۔ حالات کی تبدیلی اور جناح گاندھی کی ملاقات کے اعلان کے ساتھ برطانوی مدبرین اور خود سر اسٹافورڈ کرپس نے جو ۱۹۴۲ء میں اس وقت کے [illegible] کا پیش کش کر چکے تھے ہندوستان کی دو مرکزی [illegible]

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

۱۳۵۳ف میں حیدرآباد کے معاشی حالات

موازنہ کا ایک اقتباس

دوران سال ۱۳۵۳ف میں جنگ کے حالات میں زبردست تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ایک طرف شمالی افریقہ کے میدانوں میں اتحادیوں کو کامیابیاں اور دوسری طرف روس کا دلیری اور پامردی کے ساتھ پسپائی کی حالت میں سنبھل کر تمام مشرقی یورپ کے محاذ پر کامیابی کے ساتھ حملہ آور ہونا وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر اب یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ فتح و نصرت کے میدان اب اتحادیوں کے ہاتھ ہیں۔ جس تیز رفتاری کے ساتھ فرانس کو آزادی دلائی جا رہی ہے اور جس سرعت کے ساتھ جرمن مقاومت کو روز افزوں کمزور کیا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کی جنگ اس مدت سے بہت پہلے ختم ہو جائے گی جس کی توقع چند ماہ قبل کی گئی تھی۔ ہم سے قریب ترین محاذ جنگ پر جاپان نے جو حملہ آسام کی سرحد پر کیا تھا اور جس کی وجہ سے کچھ عرصہ تک ایک گونہ پریشانی لاحق رہی اب اس کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے اور شکست خوردہ جاپانی افواج برما کے اندرونی حصوں کی طرف بھاگ چکی ہیں۔ بہرحال جنگی صورت حال اب زیادہ امید افزا ہے اور جیت کے آثار اب قوی ہو چکے ہیں تاہم قطعی فتح حاصل کرنے کے لئے اب بھی انتہائی سعی کا جاری رکھنا ضروری ہے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ہندوستان کی سرزمین کی مدافعت میں حیدرآبادی افواج نے بھی نمایاں حصہ لیا اور داد حاصل کی۔

(۲) موجودہ جنگ کی طرح بڑے پیمانے کی ہر جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی معاشی اور اقتصادی تنظیم درہم برہم ہو جاتی ہے لیکن ختم جنگ اور جیت کے بعد معاشی حالات پھر سے اپنی اصلی اور معمولی حالت پر بتدریج عود کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس قابل نہیں ہیں کہ مستقبل قریب میں معمولی حالات کے عود کرنے کا تعین کر سکیں بلکہ ہمیں چند برسوں تک کنٹرول اور سخت پابندیوں کے تحت رہنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

باقی ہندوستان کی طرح حیدرآباد کے معاشی حالات بھی دوران سال میں متزلزل رہے۔ افراط زر کا مسئلہ سب سے بڑا ثابت ہوا۔ خاص طور پر بنگال میں بکثرت اموات اور عام تباہ کاری واقع ہوئی اور دوران سال میں ہمارے معاشی حالات پر حسب سابق تین امور اثرانداز رہے یعنی

الف۔ افراط زر۔

ب۔ ضروریات کے اشیاء کی قلت اور اشیاء خورد و نوش کی کمی۔ ذرائع نقل و حمل کی کمی اور

(ج) نفع اندوزی و ذخیرہ کرنے والوں کی سماج دشمن مصروفیات۔

ذرائع نقل و حمل کی دقتوں میں اضافہ ہی ہوا جس سے خانگی تجارت اور سرکاری کاروبار ہر دو متاثر ہوئے۔

۳۔ افراط زر کے مضر اثرات سے مقابلہ کے لئے کل ہند سلک کو کامیاب بنانے اور قیمتوں کے تعین اور تقسیم اشیاء ما تحتاج سے متعلق "کنٹرول" کو بھی موثر بنانے میں حیدرآباد نے پورا پورا تعاون عمل کیا۔ حالانکہ محروسہ سرکار عالی کے خاص ضروریات کے سلسلہ میں جو انتظامات کئے گئے ان کے علاوہ کل ہند اساس پر بھی ضروری انتظامات رسا پوری پوری امداد دی گئی۔

۴۔ اضلاع رائچور، محبوب نگر، نلگنڈہ اور گلبرگہ میں بارش کی یک گونہ کمی رہی اور خریف کی فصل خراب ہو گئی اس صورت میں اجناس کی ناجائز برآمد سے مزید خرابی پیدا ہو گئی۔ دو قسم کے نفع اندوزوں کے نامبارک اتحاد عمل نے دقتوں میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ ایسے نفع اندوز جنہوں نے اشیاء کی قیمتوں سے فائدہ اٹھایا، اور جو سیاسی بے چینی پیدا کرنے اور حکومت کو پریشان کرنے کے لئے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے تیار رہتے ہیں۔ ان ہر دو قسم کے نفع اندوزوں کی متحدہ کوشش رہی کہ دیہات اور شہروں میں غلہ اور اجناس کی کمی سے متعلق ایک عام بے چینی کا احساس پیدا کریں۔ حکومت کی جانب سے غلہ کی ذخیرہ بازی اور درآمد کی روک تھام اور مناسب تقسیم کے انتظامات کی جو مشنری قائم کی گئی تھی وہ نئی تھی اور اس قسم میں سابقہ تجربے بھی حاصل نہیں ہوئے۔ ان جملہ رکاوٹوں کے باوجود محکمہ رسد اور حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی صورت میں جو تنظیم قائم کی گئی اس کے ذریعہ عہدہ داران سررشتہ مال اور کوتوالی کی مسلسل امداد اور تعاون کے ساتھ صورت حال پر بہت جلد قابو حاصل کر لیا گیا۔ رفتہ رفتہ تجربہ کی روشنی میں دفیعہ ترمیم وغیرہ اس احساس کے پیدا ہونے کے بعد کہ حکومت اپنے موقف پر سختی کے ساتھ پابند ہے کی رکاوٹیں دور ہو گئیں اور حالات اصلاح پذیر ہو گئے۔ اس وقت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسی اچھی خاصی چالو مشنری موجود ہے جس کے ذریعہ آئندہ ہونے والی ہر صورت حال کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ مسئلہ غذا سے متعلق یہ کہنا دشوار ہے کہ مستقبل میں حیدرآباد کی قوت میں کیا لکھا ہے کیونکہ طلب و رسد کا درمیانی فرق بہت محدود ہو گیا ہے اور غلے کی فراہمی کا انحصار بہت کچھ بارش کی غیر مستقل رفتار پر ہو گیا ہے لیکن کچھ بھی ہو مستقبل کا مقابلہ اس علم کے متعلق خود اعتمادی سے ہو آسانی ہو سکے گا کہ حکومت کے پاس ایک ایسی مشنری موجود ہے جو ہر وقت چالو کی جا سکتی ہے اور جو موثر طریقہ پر چلائی بھی جا سکتی ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی جاری خریدیوں کے لئے حکومت سرکار عالی کی جانب سے روپیہ دیا جا رہا ہے، اور اس طرح ایک کروڑ روپیہ فراہم کیا گیا ہے۔

(۵) اجناس خوردنی کے مسائل کے علاوہ اشیاء ضروریہ کی قلت کا سلسلہ جاری رہا اور مختلف قسم کے "کنٹرول" قائم کرنے پڑے۔ "غلہ زیادہ اگاؤ" کی مہم کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل لانے کے لئے ایک خاص آرڈیننس کے ذریعہ حکومت سرکار عالی کو یہ اقتدار دیا گیا کہ بعض مخصوص نقدی پیداوار پر محصول نگرانی بشرح زائد عائد کیا جا سکے نیز اس پیداوار کی فروخت پر بھی محصول لیا جا سکے گا۔ جیسے ریشے کی روئی اور مونگ پھلی کی کاشت ضرورت سے زیادہ ہو رہی تھی۔ کاشتکاروں کو ان کی بندوں کے پھول اور دیگر آلات زرعی کے لئے کثیر مقدار میں لوہا و فولاد کی ضرورت تھی اس کی فراہمی کا انتظام کیا گیا۔ نفع اندوز اشخاص اور دیگر اشیاء کے ذخیرہ کنندوں نے اپنے قابل نفرت رجحانات و کاروبار کو جاری رکھا جس کی وجہ حکومت اور عوام کو بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ رائے عامہ میں بڑی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے اور پوری قوت کے ساتھ ایسے افراد کی جدوجہد پر مذمت و نفرین کا اظہار کیا جانے لگا ہے۔ "منع ذخیرہ بندی و نفع اندوزی" آرڈیننس نافذ کر دیا گیا ہے اور متعلقہ عملے کو جیسے جیسے تجربہ حاصل ہوتا جائے گا یہ آرڈیننس زیادہ موثر ہوتے جائیں گے۔

(۶) درآمد شدہ اشیاء و دیگر اشیاء ضروریہ سے متعلق عام شکایات جاری رہیں کہ حیدرآباد کے ساتھ زیادتی کی گئی۔

(۷) حکومت سرکار عالی نے افراط زر کے مضر اثرات کے سد باب کے معاملے میں اپنے کلی تعاون عمل کے موقف کو جاری رکھا۔ سال گزشتہ کی کیفیت موازنہ میں ان جملہ ذرائع و تدابیر کو بالتفصیل مذکور ہے جو اس سلسلہ میں اختیار کی گئی ہیں۔ ۱۳۵۳ف کے دوران میں ان جملہ تدابیر پر عمل کیا جاتا رہا اور سرکار عالی کا ارادہ ہے کہ ان کو آئندہ سال بھی جاری رکھا جائے ۱۳۵۳ف کے دوران میں صورت حال پر مسلسل غور کیا جاتا رہا اور دفاع کی مہم کو مفید تر اور موثر بنانے کے لئے مزید تدابیر اختیار کی گئیں۔ احتیاج اشیاء ضروریہ کی پیداوار اور ان کی رسد میں اضافہ نیز عوام کی بچائی ہوئی دولت کو مناسب طریقے پر کاروبار میں لگانے کے لئے مختلف تدابیر اور انتظامات کئے گئے۔ سرٹیفکیٹ (زائد نقدی) کا اجراء کیا گیا اور سکیم کو مکمل بچت اندوزی کو ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کی گئی۔ ڈیفنس لون جاری کیا گیا۔ زیادہ بچت کو رائج کیا گیا۔ کیپیٹل اشورنس جس کو سختی کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ نفع اندوزی کو روکنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس ذریعہ نقدی اجناس جیسے مونگ پھلی، روئی اور ارنڈی کی کاشت کی روک تھام کی گئی۔ اس آرڈیننس کے لحاظ سے ان اجناس کی کاشت کے رقبہ پر زائد شرح سے نگرانی وصول کی جا سکتی ہے یہ شرح معمولی شرح سے دگنی اور تگنی تک ہو سکتی ہے۔

اس زائد دباؤ سے کے علاوہ ان اشیاء کی فروخت پر بھی ٹیکس لیا جا سکتا ہے۔

(۸) کفالت نامہ جات اور حصص کی خرید و فروخت سے متعلق بھی ضروری پابندیاں عائد کی گئی ہیں اور کفالت نامہ جات کی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار بھی حکومت کو حاصل ہے نئی کمپنیوں کے سلسلہ میں جو اجازت نامہ جات جاری کئے جاتے ہیں ان سے متعلق یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ مجوزہ کمپنیوں کے دس فی صد حصص کی خریدی مینیجنگ ڈائرکٹرس کے لئے ضروری ہوگی اور یہ حصص ان کے پاس اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ وہ مینیجنگ ایجنٹ کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ نئی کمپنیوں کے قائم کرنے کی اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ جو رقوم فروخت حصص وغیرہ کے ذریعہ سے فراہم کی جائیں اور ان کی کمپنی کو فوری ضرورت نہ ہو تو وہ سب کی سب سرکار عالی کے پاس بطور امانت محفوظ کرا دی جائے گی اس وقت تک جب تک کہ کارخانے قائم کرنے اور مشنری وغیرہ کی درآمد کے لئے ان رقوم کی حقیقتاً ضرورت نہ ہو۔

(۹) دوران سال کا سب سے زیادہ اہم اقدام اس آرڈیننس کا نفاذ ہے جس کے ذریعہ جملہ اشخاص کو جن کی آمدنی چھ ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہے پابند کیا گیا ہے کہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ لازمی طور پر پس انداز کیا کریں۔ اس طرح لازمی طور پر پس اندازی کی جانے والی رقوم شرح آمدنی کے (۴) سے (۱۰ ½) فیصد تک مقرر ہے عطایا برائے جنگ و دیگر مسلمہ اقسام پس اندازی مثلاً خریدی تمسکات قرضہ جنگ، دثائق نقدی وغیرہ وغیرہ کی بابتہ جو ادائیاں ہوتی ہیں انہیں اغراض لازمی پس اندازی کے لئے محسوب نہیں کیا جائے گا لازمی پس اندازی شدہ رقوم جو سرکار عالی کے پاس اس طرح سے محفوظ کئے جائیں گے ان پر دو فیصدی سود دیا جائے گا۔ اور اختتام جنگ سے دو سال بعد یا تاریخ نفاذ آرڈیننس سے ۵ سال بعد ان دونوں مدتوں میں سے جو پہلے واقع ہو اس کے ختم ہوتے ہی یہ رقم واپس کر دی جائے گی۔ لازمی پس اندازی کا عمل افراط زر کے مضر اثرات کو دور کرنے میں انکم ٹیکس کے نفاذ کے مماثل ہے۔

(۱۰) ہم نے اپنے سال گذشتہ کے کیفیت موازنہ میں اشارہ کیا تھا کہ امریکہ سے قرضہ و پٹہ کے اصول پر آمد کی ہوئی چاندی کو ہمارے ملک میں درآمد کیا جا کر افراط زر کے اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اب جبکہ حکومت ہند نے اس چاندی کے ذخائر حاصل کر لئے ہیں حکومت سرکار عالی متوقع ہے کہ اس سلسلہ میں اسے ضروری امداد دی جا کر اس کی منع افراط زر پالیسی کو تقویت دی جائے گی۔

(۱۱) ہندوستانی ریاستوں میں قائم کردہ کمپنیوں کے حصص کی ادیان برٹش انڈیا کی جانب سے خریدی پر متعلق حکومت ہند نے جو قیود عائد کئے ہیں وہ ہنوز اس سال جاری ہے اور اس خصوص میں حکومت سے کہا جاتا ہے ... مرکزی حکومت کے ... [illegible]

سکے بعض سررشتہ واری عہدہ داروں نے یہ احکام جاری جاری کرتے ہیں کہ اغراض جنگ کے لئے جو سامان اندرون ممالک محروسہ سرکار عالی کے سربراہ کنندوں کی جانب سے سربراہ کیا جائے اس کی قیمت کے مطالبات بجائے ہند کے خزانہ پر پیش کئے جائیں گے یہ اور دیگر مماثل امور اس وقت سرکار عالی کی توجہ کے مرکز ہیں اور اس سلسلہ میں ضروری کارروائی جاری ہے۔

(۱۲) ہندوستان کے دیگر صوبہ جات و ریاستوں کی حکومتوں کی طرح حکومت سرکار عالی بھی تجارتی کاروبار میں حصہ لینے اور ایسے کاروبار کو شروع کرنے میں اب تک پیچھے رہا ہے لیکن جنگ کی ضروریات اور اس کے لازم و ملزوم کنٹرول (پابندیاں) اور خوردنی غذائی کی ضروریات ان جملہ امور سے حکومتوں کو یہ نیا سبق حاصل ہوا ہے ان کی نظر میں ایک نئی وسعت پیدا ہو گئی ہے اس خصوص میں حکومتوں کی جو محجوبیت تھی اب باقی نہیں رہی ہے۔ اتحادی ممالک کی فضاؤں میں زندگی کے معیار کو بلند کرنے احتیاجات کے خطرات سے حفاظت حاصل کرنے اور عوام کے لئے پرامن اور ابتدائی آزادیاں فراہم کرنے سے متعلق جو تصورات اور مطمح نظر گشت لگا رہے ہیں وہ حیدرآباد کی پبلک کو متاثر کئے بغیر نہیں۔ دیکھے سرکار عالی کو اس خصوص میں اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے اور مابعد جنگ کے ضروریات سے متعلق منصوبہ سازی اور اس کے متعلق ضروری انتظامات کے بارے میں یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب موجودہ لڑائی ختم ہو جائے گی تو یہ آن واحد سابقہ معمولی اقتصادی انتظامات (اقتصادیات امن) کی طرف معاودت ناممکن ہوگی اس لئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ سارے منصوبے قبل از قبل تیار کرلئے جائیں جنگی تنظیم سے امن کی تنظیم میں معاودت کا عمل آسان ثابت ہو اور اس کی وجہ سے کم سے کم پیچیدگی پیدا ہو۔

(۱۳) سنگ بنیاد کا موادنہ ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تصور اور قیاس پر تیار کیا گیا ہے کہ موجودہ معاشی صورت حال اپنی حالت پر باقی رہی گی اور دوران سال میں معمولی حالات کی طرف معاودت کسی قابل لحاظ حد تک ہو سکے گی جنگ کے دوسالہ کی ... خصوصیات نے آمدنی و خرچ کے میزانیوں کو متاثر کیا ہے وہ یہ ہیں۔ آبکاری، کروڑگیری ریلوے کے مدات میں زیادہ آمدنی، کم مواجب ملازمین کے الاونس گرانی کے معاوضات میں اضافہ اور بھاری خوراک کے مصارف اور دیگر حفاظتی اور معاشی تدابیر جو حالات جنگ سے متعلق ہیں مثلاً اے۔ آر۔ پی، راشن بندی، ...

دیکھا اور اس طرح شاید ہماری آمدنی ہمارے مصارف کی تکمیل نہ ہو سکے گی جنگ کے زمانہ میں جو زائد مصارف عائد ہوئے ہیں ان کی نوعیت ایسی ہے کہ اگر آمدنی کم بھی ہو جائے تو اخراجات کو بآسانی آمدنی سے متوازن کیا جا سکے گا کیونکہ اکثر جدید میعادات مثلاً الونس گرانی اخراجات جنگ اے۔ آر۔ پی، راشن بندی جو اس وقت عائد ہو رہے ہیں جنگ کے بعد باقی نہیں رہیں گے اور مجموعی اخراجات میں ان عارضی مصارف کی حد تک جزو کمی ہو جائے گی۔ مالیاتی استحکام کی ایک صورت جو پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دوران جنگ میں جب آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو رہا ہے مسائل سے متعلق دانشمندانہ پیش بینی سے اس طرح انتظامات کئے گئے ہیں کہ وافر مقدار کے محفوظات کو معرض وجود میں لایا گیا ہے اور ہر معاشی طوفان اور آمدنی کی کمی کا بآسانی مقابلہ کا سامان مہیا کر دیا گیا ہے۔ جن محفوظات مذکورہ ضمیمہ (ر) کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ یہ ادعا نہایت مستحکم بنیادوں پر کیا گیا ہے۔

اندھے بہرے گونگے بچوں کے لئے تعلیمی وظائف

حیدرآباد ۲۰ آبان۔ حکومت سرکار عالی نے بلدہ حیدرآباد و اضلاع کے غیر مستطیع اندھے بہرے اور گونگے بچوں کی امداد کے لئے جو مدرسہ کرو وکنگ واقع حیدرگوڑہ۔ حیدرآباد دکن میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں سات سات روپیہ ماہوار کے تعلیمی وظائف منظور فرمائے ہیں۔ صدر مہتمم صاحب نے اعلان کیا ہے کہ ضرورت مند اصحاب خرگشت کے لئے بصلعت مکنہ مدرسہ کے پتہ پر درخواست روانہ فرمائیں۔ درخواست میں عمر پیشہ اور سرپرست کی آمدنی کی تفصیل ضروری ہے۔ مدرسہ میں تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

کوآپریٹو انشورنس سوسائٹی کا سالانہ جلسہ

معزز حاضرین

میں آپ حضرات کا خیر مقدم انجمن کے ذیلی سالانہ جلسے کے اجتماع پر نہایت مسرت سے کرتا ہوں۔ جناب معتمد صاحب نے ہماری انجمن کے سالانہ رپورٹ کارگزاری تھوڑی دیر قبل آپ صاحبین کی خدمت میں مجلس نظماء کی جانب سے پیش کرنے کے جس سے واضح ہوگا کہ ہماری انجمن سال ۱۳۵۱ ف بڑی کامیابی سے گذاری۔ تفصیل رپورٹ کے متعلق میں زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا بلکہ چند اہم امور کے طرف جو آئندہ ہماری انجمن کو سامنا کرنے ہوں گے۔ آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اب تک انجمن جو کاروبار حاصل کرتی رہی ہے وہ صرف ملک سرکار عالی کے حد تک محدود تھا۔ اور ممکنہ ذرائع سے جو کوشش کی اور اس میں جس کامیابی بھی ہوئی۔ اس وقت ہماری انجمن مالی ۔۔ استحکام تناسب اخراجات و نتائج پالیسی و کاروبار کے لحاظ سے ہندوستانی کے صف اول کے (۲۰) کمپنیوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس وقت ہندوستانی کمپنیوں کی تعداد (۱۹۵) سے زائد ہے۔ اس قدر تھوڑی سی مدت میں انجمن نے جو درجہ سارے ہندوستان کی کمپنیوں کے صف میں حاصل کیا ہے قابل رشک نہیں تو قابل فخر ضرور ہے۔

میں گذشتہ سالانہ جلسہ میں اس کا اشارہ کیا تھا کہ ہماری ریاست میں اب تک قانون بیمہ نہیں ہے۔ اور یہ امید ظاہر کی تھی کہ سرکار عالی اس پر غور کر رہی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ قانون کا مسودہ اس وقت آخری منزل پر ہے اور عنقریب چند ہی ماہ میں اس کا نفاذ ہوگا۔ گو قانون کا نفاذ سال گذشتہ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی مجلس نظماء نے جو جو قانونی پابندیاں لازمی ہیں اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً سال گذشتہ تمسکات سرکار عالی و حکومت ہند میں ایک لاکھ ۰۰ ہزار روپیہ لگائے گئے۔ جو جملہ آمدنی اقساط بیمہ کا ابعد خیالی اخراجات ۴۰ فیصد کے قریب ہے۔ جملہ ہندوستانی کمپنیاں اس پابندی پر سختی سے حکومت ہند کے پالیسی پر عمل کر رہی ہیں۔ اور قانون بیمہ کے نئے کوشاں ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری حکومت اس مشکل کا ضرور خیال رکھے گی۔ اور قانون میں اس کی اس قدر سختی سے پابندی عائد نہ کی جائے گی۔ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ بیمہ کمپنیاں صرف اس صورت میں اپنے پالیسی ہولڈروں کو کافی منافع دے سکتی ہیں جبکہ کمپنیوں کو خود اپنے رقوم پر کافی منافع ملے۔ اگر جملہ اثاثہ کا آدھے سے زائد حصہ سرکاری تمسکات میں لگایا جائے تو اوسطاً آمدنی کسی صورت میں تین فیصد سے نہیں بڑھے گی۔ نیز اقساط بیمہ مقرر کرتے وقت جس شرح منافع کا اندازہ کیا جاتا ہے اگر اس سے کم تناسب سے منافع کی آمدنی ہو تو بیمہ کمپنیوں کو کاروبار چلانا نہ صرف مشکل ہوگا بلکہ تقریباً ناممکن۔ اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ ہماری حکومت قانون بیمہ پر غور کرتے وقت اس دفعہ میں اس قدر سخت پابندی عائد نہ کریں گے۔ بلکہ زیادہ جملہ اثاثہ کے (۲۵) یا (۳۳) فیصد حصہ کو تمسکات و منظورہ اثاثہ میں لگانے کی پابندی کافی ہوگی۔

ایک اور اہم امر کے متعلق حکومت کی توجہ مبذول کرانا ضروری ہے۔ ہماری ریاست میں قانون کمپنی یا انجمن ہائے امداد باہمی کے تحت بیمہ کے جو ادارہ قائم ہوتے ہیں ان کو برطانیہ ہند میں بغیر وہاں کے مروجہ قانون کے تحت رجسٹری کرانے کے کام کرنے نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ برطانیہ ہند یا کسی اور ریاست میں قائم شدہ کمپنیاں ہماری ریاست میں اگر بغیر اس قسم کے کوئی رکاوٹ یا پابندی کے کام آسانی سے شروع کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری حکومت سے ہماری استدعا ہے کہ وہ براہ کرم اس بارے میں حکومت ہند سے ضروری ( ) انتظامات طے کریں یا آئندہ نافذ ہونے والے قانون میں اس کی گنجائش رکھیں تاکہ یہاں کے قائم شدہ بیمہ کے ادارہ جات برطانیہ ہند میں بغیر کوئی مزید پابندی یا رکاوٹوں کے کاروبار چلا سکیں۔

میں آپ حضرات کو ایک اور پر مسرت خبر سنانا چاہتا ہوں مجلس نظماء نے تحت قواعد ذیلی طے کیا ہے کہ عنقریب بیرون ریاست میں بھی کاروبار کا آغاز کیا جائے۔ اس کے لئے انجمن کو ممکن ہے کہ چند دن تک عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ اور اس کا اثر تناسب اخراجات پر بھی ہوگا۔

سال حال جملہ تناسب اخراجات میں تحویل تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ مقدار کاروبار تکمیل و حاصل شدہ توقع سے زائد رہی۔ جس طرح نیا کاروبار کی مقدار زائد ہوتے جائے گی اسی تناسب سے بموجب قانون بیمہ حکومت ہند فقرہ (۲۵۔ ب) مصرح ہے۔ جو کسی بیمہ کمپنیوں میں نہیں ہے۔

حضرات انجمن نے سال حال ایک عمارت بمبلغ (۰۰۰،۰۰) روپیہ میں خریدی ہے۔ عمارت کا محل وقوع اسٹیشن روڈ نامپلی ہے۔ ہر نقطہ نظر سے انجمن کی لگائی ہوئی رقم نہ صرف محفوظ ہے بلکہ اس پر اچھا منافع بھی مل رہا ہے۔

حضرات ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ موجودہ زمانہ ترقی کے ساتھ ساتھ آئندہ آنیوالے مشکل زمانہ کا بھی خیال رکھیں۔ مابعد جنگ ہمارے ملک کی معاشی حالت کیا ہوگی ہم کچھ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے اس لئے ہم کو اپنے کاروبار میں احتیاط برتنا ضروری ہے۔

میں آپ سب حضرات کو اس کامیاب سال کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔

اعلان

محکمہ صدر اعظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۷، ۱)

مورخہ ۱۹ آبان ۱۳۵۲ ف

حسب الحکم عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بنفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت ۱۳۵۳ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ذریعہ ہذا تھوک فروشی و چلر فروشی کی ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر گوالن چھاپ میٹھا دودھ Milkmaid Sweetened Condensed Milk فروخت کر سکتا ہے۔

صراحت شئے	قیمت تھوک فروشی سکہ عثمانیہ	قیمت چلر فروشی سکہ عثمانیہ
گوالن چھاپ میٹھا منجمد دودھ ۱۴۔ اونس کے ڈبے میں۔ Milkmaid Sweetened Condensed Milk	روپیہ ۴۹ - آنہ ۱۲ - پائی ۰ فی پیٹی ۴۸ ڈبوں کی	روپیہ ۱ - آنہ ۳ - پائی ۴ فی ڈبہ ۱

اعلان

محکمہ صدر ناظم رسد و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۲/۱) مورخہ ۳ آبان ۱۳۵۳ ف

حسب الحکم عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج)، دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی صدر اعظم بہادر باب اجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر حسب ذیل ٹین کے ڈبوں میں بند کی ہوئی اشیاء خوردنی فروخت کر سکے گا۔

نشان سلسلہ	شے	قیمت تھوک فروشی جس میں مرسلہ الیہ کے مقام پر حوالگی تک کے خرچ شامل ہیں: روپیہ	آنہ	پائی		انتہائی قیمت خردہ فروشی: روپیہ	آنہ	پائی	
	حصہ اول								
۱	جام اسارٹیڈ (آئی) Jams Assorted								
	۲۴ اونس کے ڈبہ میں	۱۲	۶	۔	فی درجن	۱	۸	۹	فی ڈبہ
	۵ پونڈ کے ڈبہ میں	۴۴	۲	۔		۴	۱۰	۔	
۲	رازیل ۲۴ اونس کے ڈبہ میں Rosella	۱۲	۱۲	۔		۱	۸	۹	
۳	جام اور مارملیڈ کراسبی لوون Jams & Marmelada Crosby Lowen ۱ پونڈ کے کانچ کے مرتبانوں میں	۲۱	۲	۳		۲	۳	۶	
۴	کوکو ولسن ایک پونڈ کے ڈبہ Cocoa Wilson	۲۲	۹	۔		۲	۶	۹	فی ڈبہ
۵	بورن ویٹا ایک Bournvita	۴۲	۱۰	۔		۴	۱۰	۔	
۶	چیز ریڈ ہیڈ اینڈ کوڈا Cheese	۳	۔	۔	فی پونڈ	۳	۱۰	۔	
۷	اوٹس انکل ٹوبی برانڈ آسٹریلین ۱۲ اونس کے ڈبہ میں Oats Uncle Toby Brand	۱۴	۔	۔	فی درجن	۱	۱۱	۔	
	حصہ دوم								
۸	کیمپ پائی (امپیریل) ۱۰ اونس کے ڈبہ میں Camp Pie Imperial	۱۵	۱۱	۔	فی درجن	۱	۱۰	۔	
۹	کیمپ پائی (ریکس) ۱۲ اونس کے ڈبہ میں Camp Pie (Rex)	۱۱	۱	۔		۱	۳	۶	
۱۰	آکسفورڈ ساسیج (امپیریل) ۱۶ اونس کے ڈبہ میں Oxford Sausages Imperial	۲۴	۶	۔		۲	۵	۔	
۱۱	ہیمپس (امپیریل) ۱۲ اونس کے ڈبہ میں Hampe (Imperial)	۲۰	۔	۔		۲	۱	۳	
۱۲	میٹ ریٹ (امپیریل) ۱۲ اونس کے ڈبہ میں Meatreat (Imperial)	۲۰	۔	۔		۲	۱	۴	
۱۳	لیمب اینڈ گرین پیز (امپیریل) ۱۶ اونس کے ڈبہ میں Lamb & Green Peas	۱۸	۶	۔		۱	۱۵	۔	
۱۴	اسٹیک اور کڈنی پڈنگ۔ آئرش اسٹیو میٹ اور ویجیٹیبل بیف اسٹیک پڈنگ تمام امپیریل ۱۶ اونس کے ڈبہ میں Steak & Kidney Pudding Irish Stew) Meat & Vegetable Beef Steak pudding All (Imperial	۱۸	۔	۔		۱	۱۲	۳	

شہر دستخط
نائب صدر ناظم رسد و معتمد رسد

گاندھی جناح گفتگو کا انقطاع

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۷)

... ریاستوں کے مسئلہ کو اس میں شامل کر دیا۔ امریکی رائے عامہ کا اندازہ مسٹر فلپس کے خطوط سے ہو تو سکتا ہے مگر مسٹر روزویلٹ اور مسٹر چرچل کی متعدد ملاقاتوں اور مشاورتوں میں جہاں سارے عالم کے مستقبل پر منصوبہ بندیاں شامل ہیں ہندوستان کے لئے ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ یہ ہندوستانیوں کے لئے ایک لمحہ فکر ہے۔

ہندوستان کے مستقبل پر ایک نظر ڈالتے ہوئے حیدرآباد کے مستقبل مابعد جنگ کو نظرانداز کرنا مشکل ہے۔

حیدرآباد نے جو امداد جنگ میں مالی اور انسانی قوت سے کی اس کا اعتراف نہ صرف حکومت ہند نے بلکہ مسٹر چرچل کا اعتراف اس خصوص میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ حیدرآباد ہندوستان کی آزادی میں حائل ہے۔ حیدرآباد ہندوستان کی آزادی میں حائل نہیں لیکن اپنے درجہ اور موقف پر غیر مبہم اور واضح تیقن کا متقاضی ضرور ہے۔ ہندوستان کی طرح تنظیم و تعمیر مابعد جنگ کے مسائل میں جائے تمام اقتصادی، صنعتی و زرعی مسائل ہماری حکومت کے سامنے ہیں اور ان سے ایک حد تک پبلک کار کن بھی واقف رکھے گئے ہیں۔ لیکن جو دلیل اہمیت کی ہے وہ حیدرآباد کا سیاسی درجہ اور موقف ہے اور اس میں حکومت کی مساعی سے پبلک کارکن قطعاً ناواقف رکھے گئے ہیں۔ حیدرآباد کے جنگ سیاسی درجہ اور موقف کا مسئلہ یقیناً ایسا نہیں کہ جس سے پبلک کو تاریکی میں رکھا جائے۔ میں حکومت پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں حیدرآباد کی عوام کی بے چینی اور اضطراب اس کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ اس یقین پر ختم کرتا ہوں کہ حکومت عوام کے نمائندوں کو اس مسئلہ خاص میں اپنے معتمدوں کے ذریعے مساعی سے آگاہ کرے گی۔